إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ — عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The AL FAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

نمبر | مورخہ ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ... کی توقع تھی۔ مگر ۸ ستمبر ڈلہوزی سے اطلاع ہوئی ... کہ حضور تشریف نہیں لائینگے۔ البتہ اکتوبر کے اوائل میں ... حضور کے دارالامان ہونیکی امید کی جاتی ہے

احمدیہ ٹریننگ کور کی سکھلائی پورے ایک مہینہ کے بعد ... ختم ہوگئی۔ اور بیرونجات سے آمدہ نوجوان اپنے اپنے ... روانہ ہو گئے۔

مرکزی سکولوں کی موسم گرما کی تعطیلات اب ختم ہوگئی ہیں ... سکول کھل گئے ہیں۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی ظہور حسین صاحب ... واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ میں اُمراء بلکہ بادشاہوں کی شمولیت

فرمودہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء

اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی عادت چلی آئی ہے۔ کہ جب کوئی مامور اور مرسل اس کی طرف سے آتا ہے۔ تو اوّلاً اس کی جماعت میں ضعفاء اور غرباء ہی آتے ہیں۔ بادشاہوں یا امراء کو توجہ نہیں ہوتی ہے۔ اور آخر اللہ تعالےٰ غرباء کی جماعت کو ہر قسم کی ترقیاں دیدیتا ہے۔ میرا ایک الہام ہے۔ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے وُہ بادشاہ مجھے دکھائے بھی گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی زمانہ آئیگا۔ جب اللہ تعالیٰ بعض کو اس سلسلہ کی سچائی کا فہم عطا کر دیگا۔

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

یوم التبلیغ کیلئے خواتین کی فہرستیں بھی آنی لازمی ہیں

یوم التبلیغ کو تبلیغ کرنے والوں کی جو فہرستیں دفتر میں موصول ہوئی ہیں۔ ان میں سے سوائے ایک دو کے باقی صرف مردوں پر مشتمل ہیں۔ حالانکہ فہرستیں مردوں اور عورتوں دونو کی طلب کی گئی تھیں۔ لہٰذا جن جماعتوں نے فہرستیں بھجوائی ہیں۔ وہ خواتین کی فہرستیں بھی جلد بھیج دیں۔ اور جنہوں نے ابھی نہیں بھیجیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ خواتین کی فہرستیں بھی ضرور شامل ہوں۔ نیز فہرستیں ابھی بہت کم موصول ہوئی ہیں۔ اس لئے مہتممان تبلیغ و نائب مہتممان تبلیغ اپنے اپنے علاقہ کی فہرستیں جلد بھجوا کر مشکور فرمادیں۔

دفتر کی طرف سے متواتر اعلانات کے ذریعہ اطلاع دی جا چکی ہے۔ جس علاقہ کی فہرستیں کم موصول ہوئیں اس کی ذمہ واری اس علاقہ کے مہتمم و نائب مہتمم پر عائد ہوگی۔ اور وہ جواب دہ ہونگے ؛

ناظر دعوۃ و تبلیغ۔ قادیان۔

بزرگانِ سلسلہ اور دیگر اہل قلم اصحاب سے گذارش

الفضل کے خاتم النبیین نمبر کے لئے بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے نظم و نثر کی جو درخواست کی گئی ہے۔ براہ کرم اسے جلد سے جلد شرف قبولیت بخشیں۔ اور آپ اپنے مضامین بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔ وقت بہت کم ہے۔ اور خاتم النبیین نمبر کی تیاری میں کئی قسم کی مشکلات درپیش ہیں۔ احباب اس مبارک کام میں ضرور تعاون فرمائیں ؛

الفضل کا خاتم النبیین نمبر

آرڈر جلد آنے چاہئیں

قریباً ایک ہفتہ سے یہ اعلان ہو رہا ہے۔ کہ سیرت النبی کے جلسے تمام ہندوستان میں ۶ نومبر کو منعقد ہونگے۔ اور اس تقریب سعید پر حسب معمول الفضل کا خاتم النبیین نمبر بھی بفضلہ تعالیٰ نہایت شاندار نکلے گا۔ اس کا تعلق صرف جماعت احمدیہ ہی سے نہیں۔ بلکہ دیگر مسلمانوں اور دوسرے اہل مذاہب میں بھی اس کی اشاعت ہونی چاہئے۔ اور اسی غرض سے یہ جلسے بھی کئے جاتے ہیں۔ تا اس سید المعصومین کے محامد سے تمام دنیا والے آگاہ ہو جائیں۔ اور وہ اس ذات ستودہ صفات کا اصل رتبہ پہچانیں۔ اور اسے اپنا رہنما و رہبر جانیں۔ پس ہر احمدی کا بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین نمبر کو زیادہ سے زیادہ اشاعت پذیر کرے۔ احباب جماعت احمدیہ کے سکرٹریوں، پریذیڈنٹوں امیروں اور دیگر ذی وجاہت ممبروں سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ مہربانی فرما کر سب کے سامنے یہ معاملہ رکھیں۔ اور جس قدر زیادہ سے زیادہ پرچے اپنے اپنے شہر اور قرب و جوار و حلقہ اثر میں منگوا کر فروخت یا مفت تقسیم کر سکتے ہوں۔ یا خود اپنے لئے لے سکتے ہیں۔ ان کا آرڈر ۷ ار اکتوبر تک بھجوا دیں۔ تاکہ ہم مطلوبہ تعداد کے مطابق یہ خاص نمبر چھپوائیں یہ بارہا عرض کیا جا چکا ہے۔ کہ لیتھو پریس پر جتنی تعداد میں پہلا پتھر یا فرمہ (دو صفحہ) چھپتا ہے اتنا ہی دوسرا چھپے گا۔ اس لئے اگر بعد میں درخواستیں آئیں۔ تو ان کی تعمیل میں مزید اخبار نہیں چھپوایا جا سکتا۔ کیونکہ مطبع اتنی دیر پتھر محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ نہ قادیان میں ہمارے پاس اتنے وسائل ہیں۔ اس لئے سب دوست مہربانی فرما کر ایسے وقت میں ہمیں آرڈر دیں۔ کہ ۷ ار اکتوبر تک قادیان پہونچ جائے۔ یہ تشریح بھی ہونی چاہئے۔ کہ وی۔ پی ہو۔ یا قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیج رہے ہیں۔ اگر ریلوے سٹیشن قریب ہو۔ تو اس کا نام بتایا جائے۔ امید ہے احباب اس گزارش پر خاص توجہ دینگے ؛ قیمت فی پرچہ بھی چار پانچ آنے ہوگی۔ اس پر اندازہ لگالیں۔ **نوٹ:**۔ احباب اپنے اپنے شہر کے تاجروں اور کاروباری لوگوں سے اشتہار بھی بھجوائیں ؛

مینیجر اخبار الفضل قادیان ضلع گورداسپور

مشرقی بنگال کی احمدیہ کانفرنس

۱۳-۱۴-۱۵ ار اکتوبر کو منعقد ہوگی

برہمن بڑیہ ۲۸ر ستمبر ۱۹۳۲ء۔ مولوی غلام صمدانی صاحب بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں۔ کہ :۔

مشرقی بنگال کی احمدیہ کانفرنس کا سولہواں اجلاس ۱۳-۱۴-۱۵ ار اکتوبر کو برہمن بڑیہ میں منعقد ہوگا۔ آخری دن مستورات کے لئے ہے۔ مرکز سلسلہ قادیان سے صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے سابق امام مسجد لنڈن اور مولوی ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا و روس کے شامل ہونے کی توقع ہے۔ بنگال کے ہر حصہ سے احمدی جماعتوں کے ڈیلیگیٹ شامل ہونگے۔ کانفرنس میں بلا تمیز مذہب و ملت ہر شخص کو شامل ہونے کی اجازت ہے سیکرٹری صاحب مجلس استقبالیہ کو قبل از وقت اطلاع دینے والوں کی خوراک اور رہائش کا مفت انتظام کیا جائیگا

یوم التبلیغ کے لئے ٹریکٹ

یکم اکتوبر کا مصباح تقسیم کریں!

یکم اکتوبر کے مصباح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں ایک مکمل مضمون ہے وفات مسیح۔ مردے دوبارہ نہیں آتے۔ وہی ابن مریم آنیوالا نہیں۔ امام مہدی و مسیح موعود ایک ہی ہیں۔ یہی صدی ظہور مہدی کے لئے تھی۔ مہدی کا مقام۔ نام۔

حلیہ مسیح موعود کی خدمات۔ ثبوت صداقت۔ پیشگوئیاں۔ معجزات۔ خروج دجال یاجوج ماجوج۔ علامات قرب قیامت۔ الغرض ہر موضوع پر قرآن مجید اور احادیث و شواہد زمانہ سے بحث کی گئی ہے۔ ۴۴ صفحے قیمت ۲ر حسب توفیق منگوا کر تبلیغ میں حصہ لیں۔ ایک روپیہ کے آٹھ پرچے۔ پتہ :- مینیجر مصباح قادیان ضلع گورداسپور

کارخانہ ہوزری قادیان کے حصص خریدیں!

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی تجارتی ترقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۱۹۳۱ء کی مجلس مشاورت میں بمشورہ نمائندگان جماعتہائے احمدیہ یہ فیصلہ فرمایا تھا۔ کہ جماعت کے احباب کے سرمایہ سے قادیان میں جرابیں۔ بنیانیں وغیرہ تیار کرنیکا کارخانہ کھولا جائے۔ اور اس کی تیار کردہ اشیاء تمام احمدی استعمال کریں۔ حضور نے اپنے اور اپنے خاندان کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اس کارخانہ کی اشیاء ہی استعمال کی جائینگی۔ یہی اقرار تمام نمائندگان نے کیا تھا۔ اسکے بعد کارخانہ کے اجراء کے لئے ضروری انتظامات کئے گئے اور دی سٹار ہوزری ورکس لمیٹڈ قادیان کے نام سے اسے رجسٹری کرایا گیا۔ لیکن از روئے قانون جبتک بارہ سو حصے خرید نہ لئے جائیں اس وقت تک کام نہیں شروع کیا جا سکتا۔ تین سو کے قریب حصص فروخت ہو چکے ہیں۔ اب احباب کو چاہئے۔ کہ بقیہ حصص بھی بہت جلد خرید لیں۔ تاکہ کام جاری ہو سکے۔ ایک حصہ صرف دس روپے کا ہے۔ اور یہ معمولی رقم بھی یکمشت وصول نہیں کی جاتی۔ بلکہ اقساط میں لی جاتی ہے۔ درخواست کے ساتھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

مسلمانانِ ریاست کشمیر کی آئینی جدوجہد کے خلاف شرارت

سری نگر میں پنڈتوں کا از سرِ نو فتنہ و فساد

نئی فتنہ انگیزی

جب سے کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں نے اپنے حقوق کے لئے جدوجہد شروع کی ہے۔ جور و ستم کی عادی اور قابو یافتہ اقوام نے یہ طریق عمل اختیار کر رکھا ہے۔ کہ خواہ مخواہ فتنہ و فساد پیدا کر کے ایک طرف تو مسلمانوں کو تشدد اور مظالم کا نشانہ بنایا جائے اور دوسری طرف ان کے حقوق اور مطالبات کے پورے ہونے کی نوبت ہی نہ آنے دی جائے۔ ہر فتنہ اور ہر فساد جو گزشتہ ڈیڑھ دو سال کے عرصہ میں پیدا کیا گیا۔ اس کی تہ میں یہی چال کام کرتی نظر آ رہی ہے۔ اور اب جبکہ گزشتہ ایام کے دردناک مصائب اور آلام میں سے گذرنے کے بعد مسلمانان کشمیر آل کشمیر مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ تاکہ آئینی طور پر اپنی حالتِ زار کی طرف حکومت کو متوجہ کر سکیں۔ اور کم از کم جو حقوق حکومت خود تسلیم کر چکی ہے۔ ان کے حصول کی کوشش کریں۔ مخالف طاقتوں نے پھر فتنہ انگیزی شروع کر دی ہے۔

مسلمانوں کا حکومت سے تعاون

گذشتہ چند دنوں میں سرینگر میں سرکاری انتظامات کے ماتحت ہفتہ صحت منایا جا رہا تھا۔ مسلمان پوری طرح حکومت سے تعاون کر رہے تھے۔ حکام نے صفائی کی اہمیت اور ضرورت کا پبلک کو احساس کرانے کے لئے جو وسائل اختیار کئے مسلمانوں نے ان کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن امداد دی۔ بازاروں۔ دوکانوں۔ مکانوں اور گلی کوچوں کو صاف ستھرا بنانے میں اپنی ہمت سے بڑھ کر کام کیا۔ اور جب ہفتہ صحت کے آخری دن ایک جلوس مرتب کیا گیا۔ جس کی خاطر ریاست نے تعطیل کا اعلان کر کے تمام سرکاری ملازمین کو بھی چھٹی دیدی۔ تاکہ ان میں سے جو چاہیں۔ جلوس میں شریک ہو سکیں۔ تو مسلمانوں نے اس کو کامیاب بنانے میں بھی پورا حصہ لیا۔

کشمیری پنڈتوں کا رویہ

اس کے مقابلہ میں کشمیری پنڈتوں نے شروع سے ہی اس پبلک تقریب کے متعلق جو ریاست کی طرف سے منائی جا رہی تھی۔ اور جسے کسی لحاظ سے بھی فرقہ وارانہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ مزاحمانہ رویہ اختیار کیا۔ اور آخری دن تو وہ کھلم کھلا مخالفت پر اُتر آئے۔ اور مقامی حکام کو یہ اطلاع پہونچ گئی۔ کہ جلوس کا مقامی کالج کے پنڈت طلبا مقاطعہ کرنیوالے ہیں وہ نہ صرف اس سے علیحدگی اختیار کرینگے۔ بلکہ اس کی راہ میں مزاحم بھی ہونگے۔

حکام کی بے احتیاطی

ایسی صورت میں چاہئے تو یہ تھا۔ کہ حکام قیام امن کا پورا انتظام کرنے اور فساد کا ارادہ رکھنے والوں کو ناکام بنانیکے لئے مؤثر کوشش کرتے لیکن معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے اس بارے میں اپنے فرض کو صحیح طور پر محسوس نہ کیا۔ اور ان کے سابقہ رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے بعض نے دیدہ دانستہ اغماض کیا ہو۔

مسلمانوں پر حملے

بہر حال جب جلوس نکلا۔ اور ایسے مقام پر پہونچا۔ جہاں کشمیری پنڈت بہت زیادہ تعداد میں آباد ہیں۔ تو پنڈت نوجوانوں نے اُسے روک لیا۔ اور اس پر سنگباری شروع کر دی۔ اور آن کی آن میں ہزاروں کی تعداد میں پنڈت جمع ہو گئے۔ ان فتنہ پردازوں نے نہ صرف جلوس میں شامل ہونے والے [illegible] کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ بلکہ ہر مسلمان رہرو ان کا نشا[illegible] مکانوں پر سے مسلمان راہگیروں پر بوتلوں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ مسلمان دوکانداروں کو لوٹنا شروع کر دیا گیا۔ اور ہبہ کدل میں ایک مسجد پر بھی سنگباری کی گئی۔ غرض آناً فاناً خطرناک فساد شروع کر دیا گیا۔ اور ہر جگہ مسلمانوں پر حملے ہونے لگے۔ بہت سے مسلمان بُری طرح زخمی کر دیئے گئے۔ آخر فوج اور پولیس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ پہلے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا۔ اور پھر کرفیو آرڈر جاری کر دیا گیا۔

مسلمانوں کا قابل تعریف رویہ

مسلمانوں نے اس دوران میں نہایت پُرامن رویہ اختیار کئے رکھا۔ اور جونہی فساد کی اطلاع شیخ محمد عبداللہ صاحب کو پہونچی۔ انہوں نے سارے شہر میں اپنے رضاکار دوڑا دیئے۔ اور ان کا فرض قرار دیا۔ کہ آتش فساد کو فرو کریں۔ اس جدوجہد کا کشمیری پنڈتوں کی طرف سے انہیں یہ صلہ ملا۔ کہ کئی مقامات پر رضاکاروں کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ اور آتش فساد کو بھڑکانے کے لئے شیخ صاحب موصوف کے متعلق پنڈتوں نے نہایت ناشائستہ کلمات استعمال کئے۔

حکام کا طریق عمل

فساد شروع ہو جانیکے بعد بھی پولیس نے فرض شناسی کا کوئی عمدہ ثبوت پیش نہ کیا۔ چار بجے بعد دوپہر فساد شروع ہوا۔ لیکن چھ بجے پولیس کے چند کانسٹبل محل وقوع پر پہونچے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور انسپکٹر جنرل بھی چھ بجے کے قریب ہی تشریف لائے۔ جبکہ دل کھولکر مسلمانوں کو پیٹا جا چکا تھا۔ پولیس کے پنڈت عملہ نے موقع پر پہونچ کر جو کارنامہ کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ راہ رو مسلمانوں کو زیر حراست کرنا شروع کر دیا۔ اور پولیس کے کشمیری پنڈت افسر مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے لگ گئے۔ فوج جو شہر میں متعین کی گئی۔ تمام کی تمام ہندو ہے اور اس میں وہ اشخاص بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ جانگداز حادثات میں بے دریغ مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا۔ بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو طرح طرح کے بہانے بنا کر گرفتار کیا جا رہا ہے۔ پنڈتوں کا تعلیم یافتہ طبقہ ایک منظم سازش کو کامیاب بنانے میں مصروف ہے۔ اور پولیس اور فوج کے ذریعہ سینکڑوں بے گناہ مسلمانوں کو جیل میں بھجوا چکا ہے۔ کشمیری پنڈت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت تھوڑی تعداد میں مجروح ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی خفیف۔ طرح طرح کے جرائم کا ارتکاب کرنے کے باوجود ان میں سے کسی کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ جن مسلمانوں کو بے قصور گرفتار کیا گیا ہے۔ انہیں کشمیری پنڈت حوالات میں سخت اذیتیں پہونچا رہے ہیں۔

فساد کا مقصد

اگر فساد کی ان تفصیلات کو نظر انداز بھی کر دیا جائے۔ تو بھی اینگلو انڈین اخبارات کے ذمہ وار نامہ نگاروں کی طرف سے نیز خود ریاست کی طرف سے جو بیان شایع ہوا ہے۔ اس سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ کشمیری پنڈتوں نے بلا وجہ اور بلا سبب فساد شروع کر دیا اور خواہ مخواہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے جس سے ان کی غرض پُرامن فضا کو اپنی فتنہ انگیزی سے مکدر کر کے مسلمانوں کو از سرِ نو مبتلائے مصائب کرنے اور آل کشمیر مسلم کانفرنس کے انعقاد کو روک دینے کے سوا کچھ نہیں۔

مسلم کانفرنس اور کشمیری پنڈت

مسلمان ابھی گذشتہ فسادات کے بے گناہ اسیران بلا کی رہائی اور مقدمات کی واپسی سے فارغ نہیں ہو سکے۔ اور اس وقت تک آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قابل اور ایثار پیشہ وکلاء کی جدوجہد سے جو سینکڑوں مسلمان رہا ہو چکے ہیں۔ وہ اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کہ فساد پیدا کر کے مسلمانوں کو مبتلائے آلام کرنے۔ خوفزدہ بنانے اور ان کے حوصلے پست کرنے کے لئے کیا کچھ کیا جا چکا ہے کہ از سر نو فساد پیدا کر دیا گیا۔ تاکہ مسلمانوں کو پکڑ دھکڑ شروع ہو جائے اور آئینی جدوجہد جس کا لائحہ عمل آل کشمیر مسلم کانفرنس میں طے کیا جا نا تھا۔ دب کر رہ جائے۔ اب پنڈتوں کے پیدا کردہ فساد کی وجہ سے کرفیو آرڈر جاری ہو چکا ہے۔ روز بروز پابندیاں بڑھائی جا رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے مسلم کانفرنس کے لئے ضروری تیاری ناممکن ہو گئی ہے۔ اور اگر حکام نے قیام امن کے متعلق فوری انتظامات نہ کئے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ شورش انگیز پنڈت اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جائیں گے۔

مسلمانوں میں بے اطمینانی

ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اگر مٹھی بھر پنڈتوں کے پردہ میں کوئی اور طاقت مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے میں کارفرما نہیں تو ان کی شورش کو فرو کرنے میں کچھ بھی دقت پیش آ سکتی ہے۔ اور اگر ان کی فتنہ پردازی کی وجہ سے مسلمانوں کی آئینی جدوجہد میں رکاوٹ پیدا کی گئی۔ تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا۔ کہ ریاست دیدہ دانستہ ناگوار حالات پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اس وقت بھی مسلمانان ریاست کا ایک طبقہ ریاست کے رویہ کے متعلق مطمئن نہیں ہے۔ اور وہ لیت و لعل کو حقوق تلفی کا موجب قرار دے کر اور رنگ میں اقدام کرنے کے لئے بے تاب ہو رہا ہے۔ اگر مسلمانوں کی آئینی جدوجہد میں رکاوٹ پیدا کی گئی۔ تو ایسے لوگوں کو یقیناً قوت حاصل ہو جائیگی اور پھر ریاست کو ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ریاست کو تنبیہ

پس ہم ریاست کو آگاہ کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کے رستہ میں خلاف آئین رکاوٹیں حائل نہ ہونے دے۔ اور قیام امن کے متعلق اپنے فرائض ادا کرتی ہوئی مسلمانوں کی آواز کو گوش ہوش سے سنے۔

مسلمانوں کو مشورہ

اس موقعہ پر ہم مسلمانان ریاست سے بھی یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ فتنہ و فساد سے علیحدہ رہنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اور قیام امن کے متعلق اپنے راہنماؤں کی ہدایات پر پوری طرح عمل کریں۔ تاکہ ان کے خلاف ایک دفعہ پھر جو سازش کی گئی ہے وہ ناکام رہے۔

ڈاکٹر امبید کر کو ہندوؤں کے متعلق شبہ

حال میں ہندو لیڈروں کی جو کانفرنس بمبئی میں منعقد ہوئی۔ اور جس میں پونا کے سمجھوتہ پر بڑی خوشی اور فخر کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر امبید کر نے کہا۔

"تصفیہ کے متعلق ہمیں صرف ایک شبہ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کیا ہندو اس کے پابند رہیں گے۔" (پرتاپ ۲۸ ستمبر)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ڈاکٹر امبید کر نے جس سمجھوتہ پر دستخط کئے۔ اور جسے وزیر اعظم نے بھی منظور کر لیا ہے۔ وہ کسی یقین اور وثوق کی بناء پر طے نہیں ہوا۔ بلکہ وقتی جذبات اور مجبور کن حالات کے ماتحت اسے منظور کیا گیا ہے۔ اب جبکہ تیر کمان سے نکل چکا ہے۔ ایک طرف تو ڈاکٹر امبید کر کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ ہندوؤں نے جو قول و قرار کئے ہیں۔ ان پر قائم بھی رہیں گے۔ یا نہیں۔ اور دوسری طرف سے یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ "گاندھی جی کے پرن نے ملک کی قسمت کو ایک شخص ڈاکٹر امبید کر کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ انہوں نے مہاتما کے برت سے پیدا شدہ صورت حالات کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔"

(پرتاپ ۲۸ ستمبر)

جن لوگوں کا ابھی سے یہ خیال ہو۔ ان کے متعلق ڈاکٹر امبید کر کا خطرہ بلاوجہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب تو مزید عملی تجربہ حاصل کرنا ہی پڑے گا۔

گاندھی جی نے کس طرح برت توڑا

گاندھی جی کے برت توڑنے کی جو روئداد اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پہل وزیر اعظم کے اعلان کو انہوں نے فاقہ کشی ترک کر دینے کے لئے کافی وجہ نہ سمجھا۔ چنانچہ انہیں اعلان پڑھنے اور اس پر غور کرنے کے بعد اپنے موجود الوقت دوستوں کے سپرد کر کے کہنا پڑا۔ کہ "اس بیان کی تشریح کی جائے۔" اس پر انہوں نے جب یہ کہا۔ کہ "یہ بالکل تسلی بخش ہے۔ اور اب برت جاری رکھنے کی کوئی وجہ نہیں۔" تب گاندھی جی نے برت توڑا۔

گویا اعلان کے متعلق گاندھی جی نے یہ ضرورت محسوس کی۔ کہ اپنے دوستوں کی تائید حاصل کرنے کے بعد اسے فاقہ کشی سے باز رہنے کا موجب بنائیں [illegible] نہیں آتا۔ جب گاندھی جی نے فاقہ کشی کرتے وقت کسی سے مشورہ لینے کی ضرورت نہ سمجھی تھی۔ بلکہ اسے "ایشور کا سندیش" قرار دیا تھا۔ تو اب چند دوستوں کے کہنے کو کیوں تسلیم کر لیا۔ اور کیوں ایشور کے سندیش کا ہی انتظار نہ کیا۔

اچھوت سُن لیں

پچھلے چند دنوں میں اچھوتوں کو گلے لگانے۔ مندروں میں داخل کرنے اور کنوؤں پر چڑھانے کا جو طوفان بے تمیزی برپا رہا۔ اس کے متعلق اگر اچھوت یہ خیال کریں۔ کہ اب انہیں ہمیشہ کے لئے ان باتوں کی اجازت حاصل ہو گئی ہے۔ تو یہ ان کی غلطی ہے۔ ہندوؤں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ اور اب جبکہ مطلب حاصل ہو گیا۔ تو آنکھیں بدل لینے میں انہیں کچھ بھی دقت نہ پیش آئیگی۔ اس کے لئے انہوں نے ابھی سے جواز ثابت کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ سناتن دھرم پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں شاستروں کا حوالہ دے کر لکھا گیا ہے۔

"کسی خوشی کے موقعہ پر۔ تیرتھ یاترا میں۔ پولیٹیکل بے چینی میں۔ خطرہ کے موقعہ پر۔ دھارمک جلسوں کے موقعہ پر غریبی کی حالت میں اچھوتوں کے ساتھ چھونے میں دوش نہیں۔"

اسی طرح لکھا ہے۔

"کسی مشکل کے پیش آنے پر۔ بیماری کی مصیبت میں ماتا پتا کی آگیا پالن کرنے کے لئے کنوؤں۔ باولیوں پر چڑھانا ہاتھی کی سواری کرتے ہوئے اچھوت کا دوش نہیں ہوتا۔"

مطلب صاف ہے۔ کہ اچھوتوں کو گاندھی جی کی فاقہ کشی کے دنوں میں اپنے ساتھ ملانے۔ کنوؤں پر چڑھانے مندروں میں داخل کرنے کے سلسلہ میں جو کچھ کیا گیا۔ وہ سیاسی بے چینی کے موقع پر مشکل کے پیش آ جانے کی وجہ سے تھا۔ اور اس کے لئے شاستر میں اجازت موجود ہے۔ جب سیاسی بے چینی اور مشکل دور ہو جائیگی۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اچھوتوں کو پہلے کی طرح ہی ناپاک نہ سمجھا جائے۔ اور ان سے وہی سلوک نہ کیا جائے۔ جس کا ویدک دھرم نے انہیں معمولی حالات میں مستحق قرار دیا ہے۔

مسلمانان ہند کا مذہبی شغف

اس وقت ہر ملک میں مذہبی لحاظ سے مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ عوام کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ حال ہی میں ٹرکی کے سابق شیخ الاسلام کے خاندان کی ایک لڑکی حسن کے مقابلہ میں پیش ہوئی۔ اور مبصرین حسن نے اسے اول نمبر پر قرار دیکر ملکہ حسن کا خطاب عطا کیا۔ غرض اسلام کے احکام اور فرائض کی کھلم کھلا خلاف ورزی کیجاتی ہے۔ اس کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ اسلام کی حقیقت ان ممالک سے مفقود ہو گئی ہے۔ اور صرف نام باقی رہ گیا ہے لکھنؤ کے مسلمان اخبار ہمدم نے حال میں اسلامی ممالک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

امراء اور حکام کو تبلیغ کی جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۳۲ء بمقام ڈلہوزی

نوشتہ میاں عبدالمنان صاحب عمر

تشہد اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہر کام کے لئے

اللہ تعالیٰ نے کچھ دروازے بنائے ہوئے ہیں۔ جب تک ان دروازوں سے گزر کر وہ کام نہ کیا جائے۔ ترقی اور کامیابی نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ واتوا البیوت من ابوابھا کہ

دروازوں کے ذریعہ

گھروں میں داخل ہوا کرو۔ جس قسم کا بھی کوئی گھر ہو۔ اسی قسم کے دروازہ سے اس میں داخل ہونا چاہیئے۔ اگر اینٹ چونے یا گارے کا بنا ہوا مکان ہے۔ تو اسی قسم کے دروازہ میں سے گزرنا چاہیئے۔ جو ایسے مکان کا ہوا کرتا ہے۔ جو شخص اس طریق کو چھوڑتے ہوئے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کریگا تمام لوگ اس کو بے وقوف کہیں گے۔ کوئی شریف عقلمند اور باوقار انسان پسند نہیں کرے گا۔ کہ دروازے کو چھوڑ کر دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہو۔ یا رسے ڈال کر مکان پر چڑھنے کی کوشش کرے۔ سوائے اس حالت کے کہ دروازہ اندر سے بند ہوگیا ہو۔ اور مکان میں داخل ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہ رہے اسی طرح جو اینٹ مٹی یا چونے کے گھر نہیں۔ بلکہ

علمی یا تمدنی گھر

ہیں۔ جن کے لئے ہم عام طور پر دائرہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ایسے علمی یا تمدنی گھر کے لئے اسی طرح کے دروازہ کی ضرورت ہے ؏

ہماری جماعت کو بھی اللہ تعالےٰ نے گھر سے تشبیہ دی ہے۔ اور فرمایا تمہاری جماعت بھی ایک گھر ہے جو اس میں آجائیگا۔ وہ امن میں آجائے گا۔ کشتی بھی اسی طرح کا گھر ہی ہے۔ دوسرے گھر خشکی پر ہوتے ہیں۔ یہ پانی پر ہوتا ہے۔ اس گھر میں بھی انسان دروازہ ہی سے داخل ہو تبھی کامیابی ہوسکتی

میں دیکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کامیابی کے لئے کوشش کرتی ہے۔ چندے دیتی ہے قربانیاں بھی کرتی ہے۔ لیکن

بہت سے دروازے

ایسے ہیں۔ جن کو ہم نے چھوڑا ہوا ہے۔ اور جن میں سے گزرنے کے بغیر کامیابی بھی نہیں ہوسکتی ؏

چند دن سے میں غور کر رہا ہوں۔ کہ

روحانی اور ملی امور

کی تکمیل کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے۔ ابھی ہم نے ان کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا۔ اور ان تمام دروازوں سے گزر کر ان تمام رستوں پر نہیں چلے۔ جن میں سے گزر کر ہمارا چلنا کامیابی کے لئے ضروری اور لازمی ہے ؏

میں دیکھتا ہوں ہماری جماعت میں عام طور پر دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک تو عام طبقہ میں سے معمولی ملازمین کی ایک جماعت ہے۔ جن کی تنخواہیں ۲۰ - ۲۵ سے شروع ہو کر ایک سو تک پہنچتی ہیں۔ بعض زیادہ تنخواہوں والے بھی ہیں۔ لیکن بہت کم۔ دوسرے زمیندار لیکن وہ بھی اتنی بڑی حیثیت کے نہیں۔ لیکن کوئی قوم صرف ان دو جماعتوں کے لوگوں کے ذریعہ

ترقی کے تمام مدارج

نہیں طے کرسکتی۔ پھر یہ بھی دونوں گروہ اپنی مکمل حیثیت میں ہمارے پاس نہیں ہیں۔ نہ تو تمام قسم کے ملازمین ہماری جماعت میں ہیں۔ نہ تمام درجوں کے زمیندار احمدی ہیں۔ بلکہ ابھی ان کے بہت سے طبقے ہم سے علیٰحدہ ہیں۔ لیکن پھر بھی یہی دو طبقے ہیں۔ جن میں ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ شروع شروع میں انہی دونوں طبقوں کے لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ اور جہاں یہ بات ہمارے لئے خوشی کا موجب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جماعت کو ترقی دے رہا ہے۔ وہاں ہمیں یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اس خوشی کے حصول کی کئی کوششوں سے ابھی ہم خالی ہیں۔ مثلاً کئی رنگ کی تبلیغیں ایسی ہیں۔ جو صرف تاجروں کے ذریعہ اور صرف تجارتی کاروبار ہی میں ہوسکتی ہیں تاجروں کے ذریعہ ہم بغیر کسی خرچ کے غیر ممالک میں تبلیغ کرسکتے ہیں۔ افریقہ میں اسلام تاجروں کے ذریعہ ہی شروع شروع میں پہنچا تھا۔ لیکن ہماری جماعت میں تاجروں کی بہت کمی ہے۔ اور جو ہیں ان میں ایک بھی ایسا نہیں جسکو

بہت بڑا تاجر

کہا جاسکتا ہو۔ ادھر یہ بات عقل میں نہیں آسکتی۔ کہ تمام بڑے بڑے تاجر متعصب ہوں یا اللہ تعالےٰ نے انہیں ہدایت سے محروم رکھنے کا فیصلہ کر دیا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بہت سے تاجروں میں اسلام پھیلا تھا اور بہت سے بڑے بڑے تاجر مسلمان تھے۔ پس اگر ہماری جماعت میں

تجار کی کمی

ہے۔ تو اس میں کسی غیر کا قصور نہیں۔ بلکہ خود ہماری غفلت اور سستی ہی اس کا موجب ہے ؏

اسی طرح میں دیکھتا ہوں۔ کہ

آزاد پیشہ

بھی ہماری جماعت میں بہت کم ہیں۔ کامیاب پریکٹس کرنے والے ڈاکٹروں وکیلوں صنعت وحرفت کا کام کرنے والوں ٹھیکیداروں وغیرہ کی تعداد ہم میں بہت کم ہے۔ حالانکہ کارخانہ دار صنعت وحرفت کے کام کرنے والے ٹھیکیدار اور آزاد پیشہ ور ہی وہ لوگ ہیں۔ کہ بستیوں میں جیسا ان کی

آواز کا اثر

ہوتا ہے۔ کسی اور کا نہیں ہوتا۔ ملازمین کا طبعی طور پر اثر نہیں ہوتا۔ زمینداروں کا بھی بہت کم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کام کی وجہ سے شہر سے باہر رہنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن آزاد پیشہ ور

شہروں میں رہنے پر مجبور

ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر شہر کو چھوڑ کر کسی جنگل میں کٹیا بنا کر بیٹھ جائے۔ یا وکیل آبادی کو چھوڑ کر کسی بن میں پریکٹس کرنے کے خیال سے بیٹھ جائے۔ تو نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ جلدی ہی فاقوں مرنے لگے گا۔ اگرچہ آواز کی تکمیل شہروں اور دیہاتوں سے مکمل ہوتی ہے لیکن پھر بھی زیادہ غلبہ شہری لوگوں کی آواز کا ہی ہوتا ہے۔

دیہاتی آوازوں کو سننے والا

ایک کانسٹیبل یا ہیڈ کانسٹیبل ہوتا ہے جس کی نگاہ میں حکومت کی طاقت اور قوت تو ہوتی ہے۔ لیکن اس کی کمزوریاں اس کے سامنے نہیں ہوتیں۔ اس لئے خواہ کتنا ہی بڑا مظاہرہ اور زوردار آواز ہو۔ وہ بھی

سمجھتا ہے۔ مگر اسکی کوئی حیثیت نہیں حکومت جب چاہے گی اسے کچل ڈالیگی۔ یا پھر دیہاتی آوازوں کو سننے والا تھانیدار ہوگا۔ بیشک وہ بھی اسے کچھ نہ کچھ تو سمجھیگا لیکن نہ اتنا خفیف جتنا کانسٹیبل سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ ان سے کچھ زیادہ حکومت کے حالات سے واقف ہوتا ہے۔ پھر سپرنٹنڈنٹ کا اندازہ تھانیدار سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام ضلع کی رپورٹیں اس کے پاس آتی ہیں۔ اور وہ جانتا ہے۔ کہ یہ آواز مقامی نہیں۔ بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی اس کا اثر ہے لیکن شہروں کی آواز سننے والے بڑے افسر ہوتے ہیں اس لئے جہاں ایک طرف پبلک کی آواز ان کے کانوں میں پڑتی ہے اور اس کے مظاہرے انکی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں وہاں دوسری طرف وہ حکومت کی کمزوریوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے تاثرات بھی چھوٹے افسروں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ وہی مظاہرے جو ایک معمولی عہدیدار کی نظر میں معمولی ہوتے ہیں۔ ایک بڑے افسر کے نزدیک ان کی حیثیت ایسی ہوتی ہے کہ اگر وہ ان کی طرف متوجہ ہوتا۔ اور ان کے لئے کوئی انتظام کرنا ضروری سمجھتا ہے

ملک کے فسادات

کے متعلق پولیس کی رپورٹیں پڑھی جائیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ ایک ہی واقعہ کے متعلق ایک ہیڈ کانسٹیبل کی رپورٹ کانسٹیبل کی رپورٹ سے مختلف ہوگی۔ تھانیدار اس سے فرق کرے گا۔ انسپکٹر کچھ اور فرق کے ساتھ اور سپرنٹنڈنٹ کچھ اور فرق ڈال کر اپنی رپورٹ اوپر بھیجے گا۔ یہ اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ ایک کی نگاہ میں اور واقعات ہوتے ہیں۔ اور دوسرے کی نگاہ میں اور۔ بلکہ وہ سب ایک ہی واقعہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ہاں اس کے تاثرات چونکہ ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق لیتا ہے۔ اس لئے بڑے آدمی پر بڑے تاثرات ہوتے ہیں۔ اور معمولی حیثیت والے پر معمولی اس وجہ سے ان کی رپورٹوں میں فرق پڑ جاتا ہے یوں بھی شہروں کی آواز مجموعی حیثیت سے بلند ہوتی ہے۔ اور دیہات میں انفرادی طور پر اسے اٹھایا جاتا ہے۔ ان وجوہات کے پیش نظر شہروں کی آواز اپنے اثر کے لحاظ سے بہت اہم ہوتی ہے۔ لیکن کوئی شہری اپنے آپ کو آزاد نہیں کر سکتا۔ اس کے کام ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ جلدی تھک جاتا ہے لیکن گاؤں کا آدمی چونکہ

مشقت کی زندگی

گزارنے کا عادی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ قربانیاں بھی زیادہ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہنگامی کاموں کے وقت مصیبت کی گھڑیوں میں گاؤں کے لوگ ہی کام آتے ہیں ؛

میری ان باتوں کا یہ مطلب نہیں۔ کہ

ملازمین کا طبقہ

بالکل ہی بیکار ہے۔ نہیں بلکہ ملازمین میں بھی ایک عنصر بہت مفید ہے۔ اور بعض اوقات جتنا کچھ وہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اس سلسلہ میں بھی ہماری جماعت کمزور ہی ہے۔ تمام بڑے بڑے زمیندار آزاد پیشہ ور کارخانہ دار حکومت کے ملازم ہماری تبلیغ سے محروم ہیں۔ اور دیدہ دانستہ جان بوجھ کر ایسے لوگوں کو تبلیغ نہیں کی گئی۔ ہاں اتفاقی یا ضمنی طور پر اگر ایسے لوگوں کو

احمدیت کی تعلیم

پہنچ گئی ہو۔ تو وہ اور بات ہے۔ ورنہ قصداً اور ارادتاً ایسے لوگوں کو تبلیغ نہیں کی گئی۔ جج ۔ ای۔ اے۔ سی پولیس کے عہدیدار۔ فوج کے بڑے بڑے افسر۔ یہ وہ لوگ ہیں جن تک ہماری آواز نہیں پہنچی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جماعت اس دائرہ میں ترقی نہیں کر رہی۔ اور یہ دائرہ بند ہے۔ حالانکہ

جماعت کی ترقی

کے لئے ضروری ہے۔ کہ تبلیغ ہر طبقہ میں ہو اسی طرح ایک

علمی طبقہ

ہے۔ کالج کے پروفیسروں کا۔ جو اپنی تعلیم تو بے شک کالج کی چار دیواری میں ہی دیتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ ایک عالمگیر اثر رکھتی ہے کیونکہ اس تعلیم کو اخذ کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن سے آئندہ قوم بنتی ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ آئندہ بننے والی قوم کے خیالات اپنی پروفیسروں کے خیالات اور رجحانات کا چربہ یا عکس ہوتے ہیں اور ان کی ذہنیت کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں لیکن چونکہ اکثر ان میں سے روحانیت سے دور اور اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے لڑکوں کو اپنے

من گھڑت خیالات

ہی بتلاتے رہتے ہیں۔ اور زہریلے مادے طالب علموں کے قلوب میں ڈالتے رہتے ہیں استاد کی بتلائی ہوئی بات کا شاگرد پر گہرا اور دیرپا اثر ہوتا ہے۔ اس لئے نوجوان وہی روش اختیار کر لیتا ہے جو اس کے استاد کی ہوتی ہے۔ اور جوش رکھنے والا طالب علم خود بھی وہی خیالات اپنی طرف سے پھیلانے شروع کر دیتا ہے۔ اور اس سے جو سنتا ہے۔ وہ اپنے خیالات سمجھتے ہوئے آگے پھیلاتا ہے۔ اور قطعاً خیال نہیں کرتا۔ کہ ایک چھوٹے آدمی کو بڑا آدمی سمجھ کر وہ اس کے برے خیالات قبول کر چکا ہے۔ اس طرح ہوتے ہوتے ان غلط خیالات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اور ہزارہا طالبعلم وہ خیالات پھیلاتے ہیں۔ جو ان کے پروفیسروں کے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تعلیم کی ترقی سے بجائے اس کے کہ ہمارے لئے آسانیاں پیدا ہوں۔ ہمارے لئے پہلے سے بھی زیادہ مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مینے اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے جس کا اظہار کیا ہے۔ ایک دوست سے

مجلس مشاورت

میں تحریک کرائی تھی۔ کہ حکومت کے بڑے بڑے عہدہ داروں زمینداروں اور کارخانہ داروں کو تبلیغ کے لئے ہمیں خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔ اور فی الحال اس غرض کے لئے

چند مبلغ

مقرر کر دینے چاہئیں۔ جو اپنا تمام وقت ایسے لوگوں کو تبلیغ کرنے میں صرف کریں۔ جیسا کہ میری عادت ہے۔ اس امر کو مجلس میں پیش کرنے سے پہلے میں نے خاص رہنمائی ضروری نہ سمجھی لیکن جب وہاں یہ معاملہ پیش ہوا۔ تو اس کی

شدید مخالفت

کی گئی۔ ایسے مبلغ کو جو امراء کو تبلیغ کرے

امیر مبلغ

کا نام دیا گیا۔ اور بڑے زور سے کہا گیا۔ کہ کیا ہماری جماعت میں بھی بڑے چھوٹے کا سوال پیدا ہونے لگ گیا۔ حالانکہ یہ فرق غیر کا قائم کیا ہوا ہے۔ ہم نے قائم نہیں کیا۔ اور چونکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم امراء کے طبقہ میں بھی جائیں۔ اس لئے ہمیں اس کا انتظام کرنا پڑے گا۔ غرض اس وقت عام رو اسی طرف چل گئی۔ کہ ہم نے تو سب کو برابر تبلیغ کرنی ہے۔ جو سنتا ہے سنے۔ جو نہیں سنتا نہ سنے۔

اس وقت بھی میں نے جیسا کہ میری عادت ہے

کثرت رائے کا احترام

کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ دے دیا۔ حالانکہ میں اس کثرت رائے کے فیصلہ کو توڑ سکتا تھا۔ اور ہر خلیفہ کا حق ہے۔ کہ

آخری فیصلہ

جیسا چاہے صادر کرے۔ اپنے اس حق کو جہاں چاہتا ہوں برتتا بھی ہوں۔ لیکن اس موقعہ پر میں نے مناسب نہ سمجھا۔ کہ دخل دوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ ملک کے

بارسوخ اور بڑے طبقہ میں

ہماری تبلیغ بالکل نہیں ہو رہی۔ اور یہ لوگ الٰہی ہدایت سے بالکل محروم ہیں۔ *

ہماری جماعت نے ابھی تک اس طرف بالکل توجہ نہیں کی حتیٰ کہ

ہمارے مبلغ

بھی اس طرف کبھی متوجہ نہیں ہوئے۔ سوائے ایک دو آدمیوں کے جن کی تبلیغ سے چند ایک بڑے بڑے گھرانوں میں احمدیت پہنچی ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ سوائے ایک شخص یعنی

چودھری ظفر اللہ خان صاحب

کے کوئی اس طرف متوجہ ہی نہیں۔ لیکن ان کی افتاد طبع کچھ اس قسم کی ہے۔ کہ وہ آہستگی اور سہولت سے چلتے ہیں۔ اس تبلیغ کو وہ اگر جوش و خروش سے شروع کر دیں۔ تو

شاندار نتائج

نکل سکتے ہیں۔ لیکن ہر شخص کی طبیعت ایک جیسی نہیں ہوتی كل يعمل على شاكلته غرض سوائے چوہدری صاحب کے دوسرے لوگ اس طرف متوجہ نہیں۔ حالانکہ

ہمارا فرض

ہے۔ کہ ہم تمام قسم کے لوگوں کو اپنے اندر شامل کریں۔ تا ہماری روحانی اور تمدنی ترقی ہو۔

دین اور ہدایت

جس طرح صرف امیروں کے لئے نہیں۔ اسی طرح اس کے مالک صرف غریب ہی نہیں۔ میں نے بتلایا ہے۔ اور لوگ تو الگ رہے۔ ہمارے مبلغوں کی بھی اس طرف توجہ نہیں۔ ان سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ جس علاقہ میں جائیں وہاں کے بڑے لوگوں اور افسروں سے مل ہی آئیں۔ اور واقفیت پیدا کر کے انہیں تبلیغ کریں۔ یہ میں صرف

دیسی اعلیٰ افسروں کے متعلق

ہی نہیں کہتا۔ بلکہ کوئی وجہ نہیں جبکہ ہم ولایت میں تبلیغ کرتے ہیں۔ تو ہندوستان میں رہنے والے

انگریز افسروں کو تبلیغ

نہ کریں۔ آج کل انگریز فوجی افسروں میں یہ رو چلی ہوئی ہے۔ کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ جنگ عظیم میں جب یہ اسلامی ممالک میں گئے۔ تو وہاں ان کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہو گئی۔ ہمیں اس رو سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

ایک موقعہ پر ایک ذمہ وار اور

بارسوخ جرنیل

نے خود بیان کیا۔ کہ مجھے بھی اسلام سے بے حد دلچسپی ہے۔ اور فوج کے اور بہت سے عہدیداروں میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے

ایک اور فوجی افسر

نے اسلام کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا۔ وہ اسلام کے اصول سے تفصیلی طور پر تو واقف نہیں تھا۔ اس کو چند باتیں بتلائی گئیں اور کچھ لٹریچر بھی دیا گیا۔ اس نے اسے پڑھنے کا وعدہ بھی کیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ اپنے فرائض کی نوعیت کے باعث ہمیں پڑھنے کے لئے زیادہ فرصت نہیں ملتی۔ جو باتیں گفتگو میں سن لیں۔ سن لیں۔ دوسری کتابوں میں سے بھی صرف محکمہ کی کتابیں مجبوراً پڑھنی پڑتی ہیں۔ آخر میں اس نے پھر اعتراف کیا۔ کہ

اسلام کے اصول

کا اس کے قلب پر بہت اثر ہے۔ اس کے بعض اور فوجی دوست بھی اس طرف مائل ہیں۔ خان صاحب

مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد لندن

کی رپورٹوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ فوج کے افسر اسلام کی طرف بہت میلان ظاہر کر رہے ہیں۔ دوسرے بہت سے مختلف علاقوں سے ایسی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ جب یہ حالت ہے۔ تو کیوں نہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ پس

ہمارے مبلغوں کو چاہیئے

کہ جہاں جہاں وہ جائیں۔ وہاں کے افسروں سے ملتے رہیں اور پھر آہستہ آہستہ واقفیت کے بعد تبلیغ کریں۔ جہاں بار بار ملنے کا کم موقعہ ہو۔ ایسے لوگوں کو پہلی دفعہ ہی تبلیغ کر دیں۔ مثلاً کہا جا سکتا ہے۔ کہ میں فلاں غرض سے یہاں آیا تھا۔ آپ کی موجودگی کا علم پا کر میں نے چاہا۔ کہ پیغام حق آپ کو بھی پہنچا دوں۔ اس طرح سلسلہ کا نام اس کے گوش گذار کیا جا سکتا ہے بسا اوقات چھوٹی چھوٹی باتیں

بڑے بڑے نتائج

پیدا کر دیتی ہیں۔ جہاں ہم مسلمانوں کے حقوق کے لئے دوسروں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہیں۔ وہاں ہمارا یہ بھی فرض ہے۔ کہ دنیا کی تمام قوموں میں

رابطہ و اتحاد

قائم کریں۔ سیاسی حالات میں ہم ہندوؤں کو بھی بھائی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ ہر جگہ احمدیوں کے متعلق سمجھا جاتا ہے۔ کہ وہ تعصب کی پٹی آنکھوں سے ہٹا کر ہر قوم کے حقوق کی حفاظت اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ احمدی ہر جگہ مساوات کا سلوک کرتے نظر آئینگے

احمدی افسر

جہاں جاتے ہیں اسی لئے کامیاب رہتے ہیں۔ کہ وہ ہر ایک سے

مساوی سلوک

کرتے ہیں۔ اور ہر ایک سمجھتا ہے۔ کہ فلاں افسر انصاف سے کام کرتا ہے۔ پھر جب کسی کا خواہ وہ ہندو اور عیسائی کیوں نہ ہو کسی احمدی سے جھگڑا ہوتا ہے۔ تو وہ عیسائی یا ہندو کوشش کرتا ہے۔ کہ عدالت میں جانے کی بجائے مقدمہ ہمارے پاس لے آئے چنانچہ آئے دن ایسے مقدمات قادیان میں آتے رہتے ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ ہم پر ہر قوم کے لوگ اعتماد رکھتے ہیں۔ اس اعتماد کو بڑھانا ہمارا فرض ہے۔ ہندوؤں سے آج کل بعض معاملات میں ہمارا

اختلاف رائے

ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا۔ کہ اگر ہم ہندو افسروں کو تبلیغ کرینگے تو وہ بگڑینگے نہیں غلط ہے کیونکہ جب ہم انہیں یقین دلائیں گے۔ کہ

مسلمان آج کل مظلوم ہیں

اور ہم جو ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو صرف

مظلوم کی حمایت

ہیں۔ ورنہ کسی سے ہمیں دشمنی نہیں۔ تو کون عقلمند اور شریف انسان ہماری بات سننے سے انکار کر دیگا۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو

شہزادہ امن

بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہر مذہب و ملت کے آدمی سے ہماری راہ و رسم ہو۔ ان سے ملاقاتیں کی جائیں اور پھر انہیں وہ

آسمانی پیغام

پہنچایا جائے۔ جس کو ہم سن چکے ہیں۔ اس طرح ایک طرف ہم جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو شہزادہ امن بنانے کی جو غرض ہے۔ اس کو پورا کرنے والے ہوں گے۔ وہاں دوسری طرف

فرض تبلیغ

بھی ادا ہوتا رہیگا۔ پھر صرف غیر مذاہب کے بڑے بڑے آدمیوں سے ہی ملاقاتیں نہ کی جائیں۔ بلکہ

مسلمان افسروں سے

بھی ملیں۔ اس طرح ان لوگوں میں جنہیں قومی احساس نہیں اور جو اپنے فوائد کو قومی ضروریات پر مقدم رکھتے ہیں۔ اور جن کے قلب میں محبت اور دلیری نہیں ہم

قومی احساس

پیدا کر سکیں گے۔ اور انہیں بہادر اور دلیر بنا سکیں گے آج بہتیرے مسلمان ایسے ہیں۔ جو بسا اوقات

انتہائی بزدلی

کا اظہار کرتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ایک انگریز افسر سے کہا گیا کہ تمہاری عام روش مسلمانوں کے خلاف کیوں ہے۔ تو اس نے کہا۔ ہندو مسلمانوں کا جب کوئی ہنگامہ ہوتا ہے۔ تو ہندو یہ شور ڈال دیتے ہیں۔ کہ ہماری قوم تباہ کر دی گئی۔ ہم لٹ گئے برباد ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ اگر ان کی کوئی مجلس ریزولیوشن پاس بھی کرتی ہے۔ اور اسے ہمارے پاس لایا بھی جاتا ہے۔ تو جب ہم سے گفتگو ہوتی ہے تو اپنے ذاتی معاملات لے بیٹھتے ہیں۔ اور ذکر تک نہیں کرتے۔ کہ ہمارے پاس آنے کی اصل غرض کیا ہے۔ بسا اوقات ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ اس غرض کو لے کر آئے تھے۔ لیکن ان کی گفتگو میں اس کا اشارہ تک نہیں ہوتا جب ان کے دل میں اپنی قوم کا درد ہی نہیں۔ تو ہمارے دل میں کیونکر ان کی حمایت کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔

غرض میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ہماری جماعت کے تمام لوگ کیا مبلغ اور کیا دوسرے افراد ملک کے اس

اہم اور بڑے طبقہ میں

تبلیغ شروع کر دیں۔ تو ایک طرف تو ہم غافل مسلمانوں میں قومی درد اور قومی خدمت کا احساس پیدا کرا سکیں گے۔ اور دوسری طرف ہماری کوششیں ملک میں امن و امان قائم کرنے کا بھی موجب ہوں گی

اس کے لئے میں

مرکز کو ہدایات

بھی بھیج رہا ہوں۔ انہیں میں یہاں نہیں بیان کرتا۔ لیکن یاد رکھو مرکز کی کوشش تو ایک دھکا ہوتی ہے۔ جیسے بچے اینٹوں کو ایک دوسری کے پیچھے کھڑا کر کے پہلی اینٹ کو دھکا دیتے ہیں۔ تو تمام اینٹیں گرتی چلی جاتی ہیں۔ لیکن اگر باقی اینٹیں دھکا قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو پہلی اینٹ کو دھکا دینے کا کیا فائدہ۔ پس جہاں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی

محرک طاقت

ہو۔ وہاں یہ بھی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی اس محرک کو قبول کرنے کی بھی صلاحیت رکھے۔ پس اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرو اور ایک

متحدہ قوت

کے ساتھ میدان عمل میں نکل کھڑے ہو۔ تب تمہاری کامیابی یقینی ہے۔ میں کہتا ہوں اگر تم سب کو پورا احمدی نہ بنا سکے تو بھی سلسلہ کے متعلق ان کے تعصب کو تو ضرور کم کر سکو گے اور ان کی دشمنی کو نرم کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

لیکن ابھی تک جماعت میں

سستی کا مرض

ہے۔ اور اس وجہ سے لوگ تبلیغ کے لئے نہیں نکلتے۔ یاد رکھو سب طبقوں کے لوگوں کو تبلیغ کرنا ہمارا فرض ہے یہ غلط عذر ہے کہ وہ ہماری باتیں نہیں سنتے۔ وہ تو شکار ہیں۔ اور تم شکاری۔ ان کی کوشش ہے۔ کہ تم سے بچ جائیں۔ لیکن تمہارا فرض ہے۔ کہ ان کو تلاش کر کے حکمت سے شکار کرو۔ شکار کب آسانی سے شکاری کے قبضہ میں آجاتا ہے۔

پس میں

نصیحت

کرتا ہوں کہ تمام جماعتیں اپنے حلقہ ہائے تبلیغ کو وسیع کریں یہ مت خیال کرو کہ چھوٹے بڑے کو کیونکر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر

ایک چپڑاسی

بھی جا کر کسی بڑے آدمی کو تبلیغ کرے گا تو اس شخص پر بہت بڑا اثر ہوگا اور اسی شخص کے ہم پلہ شخص کی تبلیغ سے بھی بڑھ کر اس چپڑاسی کی تبلیغ مؤثر ثابت ہوگی۔

ایک

چھوٹا آدمی

اس شخص کو جسے دنیاوی وجاہت حاصل ہو اس طرح بھی تبلیغ کر سکتا ہے۔ کہ ہر روز اس کے گھر جا کر اس کا کوئی کام کر آیا کرے۔ بازار سے سودا وغیرہ ہی خرید کر لا دے۔ اور چھوٹے موٹے کام کر دے۔ اور ساتھ ساتھ تبلیغ بھی کرتا رہے۔ لیکن کسی

دنیاوی فائدہ

کی توقع نہ رکھے۔ اور اپنے کام کے بدلہ میں کوئی چیز قبول نہ کرے۔ حتیٰ کہ اگر پیاس لگے۔ تو پانی بھی اس کے گھر سے نہ پئے۔ اس وقت جب وہ امیر آدمی دیکھیگا۔ کہ یہ بلا معاوضہ صرف دینی جذبہ کے ماتحت میرا کام کر رہا ہے تو ضرور اس پر اثر ہوگا وہ کون ہے جس کا کوئی کام ہر روز مفت کر جائے۔ معاوضہ کی توقع نہ رکھے۔ اور پھر اسے کام سے ہٹا دے اس طرح مسلسل طور پر

باثر تبلیغ

کی جا سکتی ہے۔ اور بھی بہت سے ذرائع ہیں جن سے ایک غریب آدمی امیر کو تبلیغ کر سکتا ہے غریبی اور چھوٹے ہونے کا سوال ہی کیا ہے۔

اسلامی وقار

خود ایسا ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ صحابہ کرام کو دیکھو کس جوش و خروش آزادی اور دلیری سے بادشاہوں کے درباروں میں جا کر تبلیغ کرتے تھے، حالانکہ اس وقت ان کی کوئی ایسی دنیاوی وجاہت نہ تھی۔ غرض ہماری جماعت کو چاہیئے کہ اس طبقہ میں بھی دینی تبلیغ شروع کر دے۔ البتہ جن جگہوں پر ہماری جماعت نہیں ہے یا افراد نہیں پہنچ سکتے وہاں تبلیغ پہنچانے کا انتظام مرکز کریگا۔

بہر حال خدا تعالیٰ نے ہمیں نور دیا ہے۔ اور دنیا میں

ضلالت اور تاریکی

ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس نور کو پھیلائیں۔ میں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں کہ وہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں اتنی قوت دے کہ اس نور سے جو اپنے فضل سے اس نے دیا ہے اس ظلمت تاریکی اور گمراہی کو دور کر سکیں جو شیطان نے اس وقت سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی دنیا میں پھیلا رکھی ہے۔

اعلان قابل توجہ موصیان

بعض موصی ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں مگر اپنی تبدیلی کا دفتر کو پتہ نہیں دیتے۔ اس سے دفتر کے کاروبار میں بہت دقت پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات ڈاک کا پتہ غلط ہونے کی وجہ سے دفتر کا خواہ مخواہ ٹکٹوں کا نقصان ہوتا ہے لہٰذا ہر ایک موصی نوٹ کرے۔ کہ تبدیلی ہوتے وقت جلد دفتر ہذا میں اطلاع بھیج جائے (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

گرانٹ لینے والی انجمنوں کیلئے اعلان

جماعت احمدیہ فیروزپور کی گرانٹ کے متعلق صدر انجمن احمدیہ نے بمطابق ریزولیوشن ۹۳ معاملہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور برائے منظوری پیش کیا تھا۔ اور سفارش کی تھی۔ کہ جماعت احمدیہ فیروزپور کو مرکزی چندہ میں سے ساڑھے سات فیصدی بطور گرانٹ دی جائے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل فرمان جاری فرمایا ہے۔ جو بغرض آگاہی تمام انجمن ہائے احمدیہ شائع کیا جاتا ہے۔

"چونکہ یہ ضلع کی جماعت ہے۔ اسے ½ ۷ فیصدی چندہ مقامی اخراجات کے لئے کاٹنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس امید کے ساتھ کہ یہ اپنے چندہ کو اس قدر بڑھانے کی کوشش کرتی رہیگی۔ کہ چندہ کی خزانہ میں داخل ہونے والی رقم پر اثر نہ پڑے۔ بلکہ وہ زیادہ ہو۔ اگر ان کا کام تسلی بخش رہا تو اگلے سال ان کے مطالبہ پر مزید غور ہو سکتا ہے۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ دس فیصدی چندہ سے زائد صرف غیر زبان بولنے والے صوبوں کو دیا جاتا ہے"

پس حضور کے اس فرمان کے مطابق دوسری جماعتیں بھی آگاہ ہوں۔ جن کے لئے گرانٹ منظور کی گئی ہے۔ کہ حضور نے ½ ۷ فیصدی گرانٹ فیروزپور کی جماعت کیلئے اس شرط پر منظور فرمائی ہے۔ کہ وہ ضلع کی تمام انجمنوں کے چندہ وغیرہ کی وصولی اور دیگر امور کی نگرانی کرتی رہے۔

نیز گرانٹ لینے والی انجمنوں کو اس امر کے لئے بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے چندہ کو اس قدر بڑھانے کی کوشش کرتی رہیں۔ کہ ان کی گرانٹ کی رقم وضع کر کے چندہ کے خزانہ میں داخل ہونے والی رقم پر اثر نہ پڑے۔ بلکہ وہ زیادہ ہو۔ پس گرانٹ لینے والی انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ اگر وہ ضلع انجمن ہے۔ تو اس ضلع کی دیگر انجمنوں کے چندہ وغیرہ کی وصولی کا بھی تسلی بخش انتظام کرے۔ اور دیگر امور کی نگرانی بھی اس کے ذمہ ہوگی۔ اور اگر چندہ کی رفتار میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ تو گرانٹ کے بند ہو جانے کا احتمال ہو سکتا ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

تبلیغی اشتہار

جناب مرزا کبیر الدین احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ لکھنؤ بشیرت گنج نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں شیعہ کی معتبر کتب سے صداقت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کی گئی ہے

مراسلات

مرکز احمدیت سے قطع تعلق کرنے کا نتیجہ

از جناب سید عبدالمجید صاحب آف منصوری

(۵)

میں نے سید اختر حسین صاحب کو لکھا تھا۔ کہ "قادیان سے قطع تعلق کرنے کا انجام یہ ہے۔ کہ وہ نور ایمان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل آپ کو ملا تھا۔ رفتہ رفتہ کس طرح وہ زائل ہو کر آپ کو بھی احمدیت سے بے تعلق کر دیگا اور آپ کی آل اولاد کو تو سلسلہ احمدیہ سے دور کا واسطہ بھی نہ رہیگا۔ الا ما شاء اللہ"۔ آپ نے اس کے جواب میں ایسی بے سر و پا باتیں لکھی ہیں۔ جن سے فوراً یہ پتہ لگ گیا۔ کہ فی الحقیقت ایمان کی روشنی بجھنے لگی ہے۔

سید صاحب میرے لکھنے کا تو صرف یہ مطلب تھا۔ کہ جس نے مرکز احمدیت سے قطع تعلق کیا۔ وہ گمراہی کی طرف گیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ رفتہ رفتہ احمدیت سے بے تعلق ہوتا چلا جائیگا۔ اور اس کی آل اولاد کو احمدیت سے دور کا واسطہ بھی نہ رہے گا۔ اس پر آپ نے یہ حاشیہ چڑھا دیا۔ کہ گویا میں نے آپ کو یہ لکھا۔ کہ "جس نے حضرت میاں صاحب کی بیعت فسخ کی۔ اس کی آل اولاد فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیگی۔"

یہ حاشیہ آپ کی جدت طبع کا غلط نتیجہ ہے۔ جو میری اصل تحریر کے لفظاً و معناً خلاف ہے۔ تاہم آپ میری یہ بات نوٹ کر لیں۔ کہ اگر آپ نے از سر نو مرکز احمدیت سے تعلق نہ جوڑا تو یقیناً روز بروز آپ احمدیت سے دور ہوتے چلے جائیں گے اور لازماً آپ کی آل اولاد کو تو احمدیت سے کوئی تعلق نہ رہے گا اور یہ بھی نوٹ کر لیں۔ کہ یہ میری طرف سے پیشگوئی نہیں ہے بلکہ اسی کی طرف سے ہے۔ جو نبی اور رسول ہو کر اس زمانہ میں ہماری ہدایت کے لئے مبعوث ہوا تھا۔

آپ نے لکھا ہے۔ کہ میں روزانہ دعا کرتا ہوں۔ جو یہ ہے ربنا ھب لنا من ازواجنا الآیۃ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا ہی قبول کر کے آپکو احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق دی تھی۔ اور آپ کو اسطرح اپنے گھر والوں کے لئے پیشوا بنا دیا تھا۔ مگر ہزار افسوس آپنے اس خداداد نعمت کی بالکل قدر نہ کی۔ اور وائے قسمت جو قسمت قادیان سے یہ دولت آپ لے کر چلے تھے۔ تو گھر بھی نہ پہنچنے پائے تھے۔ کہ راستہ میں ہی لٹ گئے۔ سو آپ یہ نوٹ کر لیں۔ کہ یہ امانت جو دعا کے طفیل آپ کو ملی تھی۔ اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے۔ جبکہ آپ اور آپ کے گھر والے اصل احمدیت پر قائم رہیں۔ دیکھو ایک مریض رات دن اپنی صحت یابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتا ہے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما کر اس کو صحت و شفا دیدیتا ہے۔ مگر صحت حاصل ہونے کے بعد کوئی ایسی بد پرہیزی کر بیٹھتا ہے۔ جس سے حاصل شدہ صحت زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کی پہلی قبول شدہ دعا اس کی بے احتیاطی کے بد انجام سے نہیں بچا سکتی۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحم سے پھر آپ کو اور آپ کی آل اولاد کو سیدھا رستہ دکھائے۔ آمین ثم آمین

اس وقت میں بھی آپ کو ایک دعا بتاتا ہوں۔ اگر آپ اپنی آل اولاد کی خیر چاہتے ہیں۔ تو یہ دعا لگاتار اس وقت تک کرتے رہیں۔ جب تک آپ کو اصل ہدایت نہ مل جائے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ کہ صدق دل سے ہدایت طلبی کی دعا کی جائے۔ اور وہ قبول نہ ہو۔ وہ دعا ان الفاظ میں کی جائے۔

"یا اللہ اگر تیرے علم میں قادیان سے تعلق رکھنے والی جماعت نبوت اور کفر و اسلام کے عقیدہ میں راہ راست پر ہے۔ تو تو اپنے فضل و رحم سے میری دستگیری اور راہنمائی فرما کر مجھے از سر نو اس مقدس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما"

میں نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کیا ہے۔ جو قادر مطلق ہونے کے علاوہ ہادیٔ مطلق بھی ہے۔ ہاں دعا کے ساتھ ظاہری کوشش یعنے تحقیق و تفتیش کرنا بھی قانون قدرت کے لحاظ سے بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حق کے سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق دے ٭

انجیل کا یسوع "عمانوایل" نہیں ہو سکتا

قابل توجہ ایڈیٹر صاحب "نور افشاں"

انجیل متی ۲۲/۱ میں لکھا ہے "یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا۔ وہ پورا ہو۔ کہ "دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنیگی۔ اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے جسکا ترجمہ یہ ہے۔ کہ "خدا ہمارے ساتھ" گویا یسوع کو تورات کی کسی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ جس پیشگوئی کا حوالہ مندرجہ بالا اقتباس میں دیا گیا ہے۔ وہ یسعیاہ ۱۴/۷ میں ہے۔ مگر اس کی عبارت یوں ہے۔

"دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا پیدا ہوگا۔ اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھیگی۔" (یسعیاہ ۱۴/۷) گویا وہ کنواری خود اس مولود بیٹے کا نام "عمانوایل رکھے گی۔" لیکن متی ۲۳/۱ میں "رکھے گی" کی بجائے "رکھینگے" درج ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ لڑکے کی والدہ اس کا نام خواہ کچھ رکھے۔ مگر خدا تعالیٰ روحانی طور پر اس کا نام "عمانوایل" رکھیگا۔ اور یہ امر بالکل ظاہر ہے۔ کہ دونوں مفہوموں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر متی ۲۳/۱ میں جس عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ وہ پیشگوئی مندرجہ یسعیاہ ۱۴/۷ ہی ہے۔ تو اس پر سوال یہ ہے۔ کہ عیسائی انجیل نویسوں نے "رکھیگی" کی بجائے "رکھینگے" کیوں کر دیا؟ کیا اس کا باعث یہ تو نہیں۔ کہ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ مریم نے اپنے بیٹے کا نام "عمانوایل" نہیں۔ بلکہ "یسوع" رکھا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ "چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرہ تھا۔ ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا۔ اس کنواری کا نام مریم تھا.... فرشتے نے اس سے کہا۔ اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنیگی اس کا نام یسوع رکھنا" (لوقا ۱/۲۶-۳۱) "جب آٹھ دن پورے ہوئے اور اس کے ختنے کا وقت آیا۔ تو اس کا نام یسوع رکھا گیا۔ جو فرشتے نے اس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا۔ (لوقا ۲/۲۱) یہ عبارتیں پیشگوئی مندرجہ یسعیاہ ۱۴/۷ کے صریحاً متناقض تھیں۔ کیا تحریف کا یہی باعث ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ یسعیاہ کے ساتویں باب میں اس پیشگوئی کے کہ "ایک کنواری حاملہ ہوگی۔ اور بچہ جنیگی وغیرہ۔" کے آگے ایک لڑکے مہیر شالال کی پیدائش کا ذکر ہے۔ (دیکھو یسعیاہ ۱/۸) کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو عمانوایل والی پیشگوئی کا مصداق قرار نہ دیا جائے؟ تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ متی ۲۳/۱ میں "عمانوایل" کا ترجمہ "خدا ہمارے ساتھ" لکھا ہے۔ اور اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ پیشگوئی مذکور میں "عمانوایل" موعود کا ذاتی نام نہیں۔ بلکہ صفاتی ہے۔ تو پھر انجیل کے یسوع پر یہ پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ م

م کیونکہ علاوہ اس کے کہ یسوع کی مندرجہ انجیل زندگی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا اس کے ساتھ نہ تھا۔ یسوع نے خود "ایلی ایلی لما سبقتنی" "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۴۶/۲۷) کے الفاظ میں بلند آواز سے اس کا اقرار کیا ہے پھر انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یسوع ابتدائے منادی ہی میں جبکہ ابھی اس نے یوحنا سے بپتسمہ لیا تھا۔ شیطان سے چالیس دن تک آزمایا گیا چنانچہ متی ۱/۴-۱۱ و لوقا ۱/۴-۱۳ میں اس کا مفصل طور پر ذکر ہے۔ اگر کہا جائے وہ تو صرف چالیس دن ہی کے لئے شیطان کی معیت میں رہا تھا۔ تو اس کے لئے لوقا ۱۳/۴ ملاحظہ فرمایئے۔ "جب ابلیس تمام آزمائشیں ختم کر چکا۔ تو کچھ عرصہ کے لئے اس سے جدا ہوا۔"

اب عیسائی صاحبان بتائیں۔ کہ یسوع کس طرح "عمانوایل" والی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ "عمانوایل" کا ترجمہ "خدا ہمارے ساتھ" ہے ٭

خاکسار:۔ عبدالرحمٰن خادم۔ بی۔ اے گجراتی

فہرست نو مبایعین ۱۹۳۲ء

۱۳۱۳ محمد حسین صاحب ضلع لائلپور
۱۳۱۴ محمد یعقوب صاحب ″ ملتان
۱۳۱۵ جلال الدین صاحب ″ ″
۱۳۱۶ بی بی بھری صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۳۱۷ حسن محمد صاحب ″ گورداسپور
۱۳۱۸ محمد عبد اللہ صاحب ″ ″
۱۳۱۹ سعیدہ اختر خاتون صاحبہ ″ سرگودہا
۱۳۲۰ سید امام علی شاہ صاحب رنگون
۱۳۲۱ چوہدری طالب دین صاحب ہوتھرہ
۱۳۲۲ سید علی صاحب رنگون
۱۳۲۳ محمد موسیٰ خان صاحب ضلع نوابشاہ سندھ
۱۳۲۴ جمعہ خان صاحب ″ ″
۱۳۲۵ مسمات نعمت خاتون صاحبہ ″
۱۳۲۶ علم الدین صاحب ضلع منٹگمری
۱۳۲۷ پیراندتا صاحب جعدار ″
۱۳۲۸ خدا بخش صاحب ″ ″
۱۳۲۹ شاہ دین صاحب ″ سیالکوٹ
۱۳۳۰ علی محمد صاحب معہ اہل و عیال ″ گورداسپور
۱۳۳۱ چراغ دین صاحب معہ اہل و عیال ″ ″
۱۳۳۲ عنایت علی شاہ صاحب ″ ″
۱۳۳۳ شجاعت علی صاحب ″ ″
۱۳۳۴ ہدایت صاحب ″ ″
۱۳۳۵ اسماعیل صاحب ″ ″
۱۳۳۶ غلام فاطمہ صاحبہ ″ ″
۱۳۳۷ محمد سلیمان صاحب ضلع باہنہ بنگال
۱۳۳۸ احمد الدین صاحب ″ گجرات
۱۳۳۹ محمد شفیع صاحب ″ سیالکوٹ
۱۳۴۰ علاؤ الدین صاحب ″ رہتک
۱۳۴۱ شاہ عبد الباری صاحب ڈھاکہ
۱۳۴۲ عبد الرشید خان صاحب ضلع پوری اڑیسہ
۱۳۴۳ زوجہ غلام سرور خانصاحب ″ پشاور
۱۳۴۴ عزیز الرحمن صاحب ″ ہوشیارپور
۱۳۴۵ بابو غلام حیدر صاحب ″ پشاور
۱۳۴۶ عبد الرحیم خانصاحب ″ سیالکوٹ
۱۳۴۷ عبد النور خانصاحب کلکٹر لسین سنگ یوم

۱۳۴۸ عمر الدین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۳۴۹ قائم خانصاحب ″ ″
۱۳۵۰ عبد المجید صاحب ″ ملتان
۱۳۵۱ محمد اکمل صاحب ″ ″
۱۳۵۲ محمد اختر صاحب ″ جالندہر
۱۳۵۳ عطاء اللہ صاحب ″ سیالکوٹ
۱۳۵۴ شہاب الدین صاحب ″ گورداسپور
۱۳۵۵ اللہ بخش صاحب ″ منٹگمری
۱۳۵۶ احمد خان صاحب ضلع ٹپرا بنگال
۱۳۵۷ عبد اللطیف صاحب ″ ″ ″
۱۳۵۸ عبد السلام صاحب ″ ″ ″
۱۳۵۹ حاتم صاحب ″ ″ ″
۱۳۶۰ انجمن النساء صاحبہ برہمن سنگ
۱۳۶۱ غلام سلیمان صاحب ″ ″
۱۳۶۲ لال محمد صاحب ″
۱۳۶۳ نور الاسلام صاحب ″ ٹپرا بنگال
۱۳۶۴ لال بانگی صاحب ضلع برہمن بڑیہ
۱۳۶۵ محیرہ خاتون صاحب مرشد آباد
۱۳۶۶ کرم الدین صاحب ضلع لاہور
۱۳۶۷ انوار حسین صاحب نو مسلم ″ شاہجہانپور
۱۳۶۸ غلام احمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۶۹ علی محمد صاحب ″ جالندہر
۱۳۷۰ صوفی منصب علی صاحب بہاولپور
۱۳۷۱ سید بی بی صاحبہ ضلع سرگودہا
۱۳۷۲ فضل الرحمن صاحب ″ ہوشیارپور
۱۳۷۳ سید حامد علی شاہ صاحب ″ کرنال
۱۳۷۴ محمد ستار صاحب ″ گورداسپور
۱۳۷۵ محمد شریف صاحب ″ ″
۱۳۷۶ بہاء الدین صاحب ″ ″
۱۳۷۷ غلام سرور صاحب ″ مظفر گڑھ
۱۳۷۸ غلام رسول صاحب ″ گورداسپور
۱۳۷۹ بشیر احمد صاحب میرپور بڑتی
۱۳۸۰ بشیر الرحمان صاحب ضلع ملتان
۱۳۸۱ رحیم بخش صاحب ″ گورداسپور
۱۳۸۲ بھاگ صاحب ″ ″

۱۳۸۳ چنن خانصاحب ضلع شیخوپورہ
۱۳۸۴ حیات خانصاحب ″ گجرات
۱۳۸۵ محمد نواز خانصاحب ″ سیالکوٹ
۱۳۸۶ سراج الدین صاحب ″ ″
۱۳۸۷ محمد رمضان صاحب ″ ″
۱۳۸۸ محمد سرور صاحب ″ ″
۱۳۸۹ سیم النساء صاحبہ مرشد آباد
۱۳۹۰ محمد نقصہ صاحب ″
۱۳۹۱ مساۃ مہراں صاحبہ ضلع گورداسپور
۱۳۹۲ مساۃ جیو زوجہ نور دین صاحب تیلی ضلع گورداسپور
۱۳۹۳ مساۃ برکت بی بی زوجہ مولا بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۹۴ سرداراں بی بی بنت نور دین صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۹۵ مساۃ عنایت بی بی صاحبہ زوجہ عالمگیر صاحب ضلع گورداسپور
۱۳۹۶ چوہدری دوست محمد خانصاحب ایم اے علیگ ضلع ہوشیارپور
۱۳۹۷ مستری لعل محمد صاحب ضلع گجرات
۱۳۹۸ محمد الدین صاحب ملکوال ضلع گجرات
۱۳۹۹ اہلیہ میاں دوست محمد صاحب کلکتہ
۱۴۰۰ میاں حبیب اللہ صاحب ضلع گجرات
۱۴۰۱ عبد الرحمن خانصاحب ضلع پشاور
۱۴۰۲ محمد خداداد خان صاحب مرادآباد
۱۴۰۳ کریم بی بی صاحبہ ضلع ہوشیارپور
۱۴۰۴ عطاء محمد خانصاحب ″ جہلم
۱۴۰۵ سید قادم حسین صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۴۰۶ حسین بخش صاحب ضلع سرگودہا
۱۴۰۷ سید انور علی صاحب ″ جہلم
۱۴۰۸ فضل احمد خانصاحب ″ سرگودہا
۱۴۰۹ محمد عبد المنان صاحب ضلع پٹنہ بہار
۱۴۱۰ عائشہ بی بی صاحبہ ضلع ہوشیارپور
اللہ دتہ صاحب سفید پوش موضع لنگوال
۱۴۱۱ برکت علی صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۴۱۲ احمد خان صاحب ضلع جہلم
۱۴۱۳ شیخ برکت اللہ صاحب ضلع کنک
۱۴۱۴ اللہ دتا صاحب ضلع منٹگمری

۱۴۱۵ بشیر احمد صاحب ضلع گورداسپور
۱۴۱۶ رحمت اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۴۱۷ رحمت اللہ خانصاحب ″ گجرات
۱۴۱۸ دین محمد صاحب ″ سیالکوٹ
۱۴۱۹ سراج الدین صاحب ″ گوجرانوالہ
۱۴۲۰ قطب الدین صاحب ″ لائل پور
۱۴۲۱ حبیب الرحمان صاحب حیدرآباد
۱۴۲۲ منشی فضل الدین صاحب ضلع جہلم
۱۴۲۳ محمد لطیف صاحب ضلع لائل پور
۱۴۲۴ محمد سلطان صاحب ″ ملتان
۱۴۲۵ والد اللہ دتا صاحب ″ جھنگ
۱۴۲۶ عبد المجید صاحب ″ سرگودہا
۱۴۲۷ عطا محمد صاحب ″ شاہپور
۱۴۲۸ نظام الدین صاحب ″ جالندہر
۱۴۲۹ عبد اللطیف صاحب سنگر وعدا اڑیسہ
۱۴۳۰ نیک محمد صاحب جالندہر
۱۴۳۱ غلام محمد صاحب ضلع شاہ پور
۱۴۳۲ ولی اللہ صاحب پونا
۱۴۳۳ احمد خان صاحب ضلع شاہ پور
۱۴۳۴ محمد ابراہیم صاحب شوداری رند گہیل پور
۱۴۳۵ غلام محی الدین صاحب دکن
۱۴۳۶ عبد الغفار صاحب شوبیاں
۱۴۳۷ سخاوت خانصاحب ضلع شاہجہانپور
۱۴۳۸ محمد حسن صاحب ضلع منٹگمری
۱۴۳۹ عبد القیوم صاحب ″ ہوشیارپور
۱۴۴۰ محمد شفیع صاحب ″ میانوالی
۱۴۴۱ بشیر الدین صاحب کپور تھلہ
۱۴۴۲ خدا بخش صاحب ″ ″
۱۴۴۳ عبد المجید صاحب شملہ
۱۴۴۴ جمال الدین صاحب ضلع ہوشیارپور
۱۴۴۵ عبد القادر صاحب کشمیر
۱۴۴۶ محمد ابراہیم صاحب کرشنگ اڑیسہ
۱۴۴۷ برکت علی صاحب گرمولہ
۱۴۴۸ سردار علی صاحب ضلع انبالہ
۱۴۴۹ علی احمد صاحب ″ جالندہر
۱۴۵۰ ایادان صاحب ″ ″
۱۴۵۱ مساۃ سائراں صاحبہ ″ ″
۱۴۵۲ جنت بی بی صاحبہ ″ ″
۱۴۵۳ عائشہ بی بی صاحبہ ″ ″

۱۴۵۴ حسینہ بی بی صاحبہ ضلع جالندہر
۱۴۵۵ عظمت بی بی صاحبہ ″ ″
۱۴۵۶ فاطمہ بی بی صاحبہ ″ ″
۱۴۵۷ تاج بی بی صاحبہ ″ ″
۱۴۵۸ غلام محمد صاحب ″ گوجرانوالہ
۱۴۵۹ رحمت خانصاحب ″ ″
۱۴۶۰ رمضان صاحب ″ ″
۱۴۶۱ وزیر صاحب ″ ″
۱۴۶۲ امام الدین صاحب ″ ″
۱۴۶۳ فاطمہ بنت صالح عبد القادر رفیقہ
۱۴۶۴ حامدہ بنت ″ ″ ″
۱۴۶۵ آمنہ بنت ″ ″ ″
۱۴۶۶ محمد ابراہیم صاحب ضلع لاہور
۱۴۶۷ شیخ امام الدین صاحب ″ ″
۱۴۶۸ علم الدین صاحب امرگڑھ
۱۴۶۹ حکیم نبی بخش جسلی خانصاحب ضلع انبالہ
۱۴۷۰ واجد علی شاہ صاحب ضلع پشاور
۱۴۷۱ مریم جان صاحبہ ضلع پشاور
۱۴۷۲ چوہدری کرم بخش صاحب موضع گلانوالی
۱۴۷۳ قدرت علی صاحب ضلع رہتک
۱۴۷۴ منور بیگم صاحبہ بھیرہ
۱۴۷۵ محمد مالک صاحب چک ۱۱۵
۱۴۷۶ اورنگ زیب صاحب ضلع کیمبل پور
۱۴۷۷ کمال خاتون صاحبہ اہلیہ اورنگ زیب ضلع کیمبل پور
۱۴۷۸ محمد خان صاحب ضلع اٹک
۱۴۷۹ سیف علی صاحب ضلع کیمبل پور
۱۴۸۰ عبد اللہ صاحب ضلع بیٹر
۱۴۸۱ ہاجرہ بیگم صاحبہ ڈیرہ دون
۱۴۸۲ نور محمد صاحب ذیلدار ریاست بہاولپور
۱۴۸۳ عابد حسین صاحب خیر وزیر پور چھاؤنی
۱۴۸۴ محمد حسین صاحب منصدار ضلع منٹگمری
۱۴۸۵ امیر محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۴۸۶ اللہ دیوا صاحب ″ ″
۱۴۸۷ امیر شاہ صاحب ضلع گجرات
۱۴۸۸ شریف شاہ صاحب ″ ″
۱۴۸۹ الف شاہ صاحب ″ ″
۱۴۹۰ جماعت علی شاہ صاحب ″ رہتک
۱۴۹۱ حفیظ اللہ صاحب ″ انبالہ

(باقی)

باجلاس جناب صاحب سب ڈویژنل آفیسر

بہادر خوشاب

شیر محمد و نور محمد و دوست محمد پسران شہالم برل سکنہائے کھوٹکہ تحصیل خوشاب

بنام

رام چند و حکم چند و گوپال پسران رام دتہ مل قوم کھتری سکنہائے کٹھہ مصرال حال شہر پشاور محلہ کچی

دعویٰ فک الرہن اراضی ۵ کنال

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بنام:۔ رام چند و حکم چند و گوپال پسران رام دتہ مل کھتری سکنہائے کٹھہ مصرال حال شہر پشاور محلہ کچی

مقدمہ مندرجہ بالا میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ لہذا بذریعہ اشتہار تم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر تم بتقرر ۲۰ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرو گے۔ تو تمہاری غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی۔

۹/۳۲ ۲۱

دستخط حاکم — مہر عدالت

بعدالت جناب صاحب سب ڈویژنل آفیسر

بہادر خوشاب

فتا ولد شیرا و جیواں احمد نابالغ برفاقت شیر محمد برادر حقیقی خود و شیر بالغ پسران نور خان آوان سکنہ کھبکی تحصیل خوشاب

بنام

رام چند و حکم چند و گوپال داس پسران رام دتہ قوم کھتری سکنائے کٹھہ مصرال تحصیل خوشاب حال محلہ کچی شہر پشاور

دعویٰ فک الرہن اراضی ۲۲ کنال

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بنام:۔ رام چند و حکم چند و گوپال داس پسران رام دتہ قوم کھتری سکنائے کٹھہ مصرال تحصیل خوشاب حال محلہ کچی شہر پشاور

مقدمہ مندرجہ بالا میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم مدعا علیہم دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر بتقرر ۲۰ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرو گے۔ تو تمہاری غیر حاضری میں کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔

دستخط حاکم — مہر عدالت

اشتہار دینے کا عمدہ موقعہ

”الفضل“ کا خاتم النبیین نمبر لاکھوں احمدیوں میں نہایت ہی قبولیت حاصل کرنے کے علاوہ دوسرے اہل علم اصحاب کیلئے بھی ایک قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ایک ایک پرچہ کئی اصحاب کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے یہ اشتہار دینے کا عمدہ ذریعہ ہے اور اجرت معمولی ہے اپنی اشیاء کی عمدگی کا یقین رکھنے والے اصحاب بہت جلد اپنے لئے جگہ محفوظ کرالیں۔ (منیجر ”الفضل“ قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے اپنے برت کے متعلق ایک بیان شائع کیا ہے جس میں اچھوت لیڈروں کی مصالحت پسندی کی تعریف کی گئی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اگر ہندوؤں نے اچھوتوں کو مساویانہ حقوق نہ دئے۔ اور معاہدہ پونا کے ساتھ سرد مہری کا سلوک کیا۔ اور اس مقصد کی تکمیل ایک معین وقت کے اندر نہ کی گئی۔ تو میں دوبارہ برت شروع کر دونگا۔ کیونکہ اسے صرف عارضی طور پر توڑا گیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ میں چاہتا ہوں۔ دیگر اقوام میں بھی باہم تصفیہ ہو جائے۔ میں مسلمانوں کیلئے آج بھی ایسا ہی ہوں۔ جیسا ۱۹۲۰ء میں تھا۔ اور جس طرح میں نے دہلی میں باہمی اتحاد اور مستقل امن وسکون کے مقصد کے حصول کی خاطر عزم کیا تھا۔ آج بھی اس مقصد عظیم کے لئے اپنی جان کی قربانی کرنے کو تیار ہوں۔ آخر میں حکومت ہند۔ افسران و ملازمان جیل اور برطانوی وزارت کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۶ ستمبر کو چٹاگانگ کے حادثہ کی پر زور مذمت کے لئے ایک قرارداد پیش کی گئی۔ جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔ بعد میں آرڈی ننس بل پر گرماگرم بحث ہوئی مگر اختتام سے قبل اجلاس کل پر ملتوی ہو گیا اس بل پر بحث ۲۸ ستمبر سے قبل ختم ہو جائیگی۔

کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں بھی ۲۶ ستمبر کو اس حادثہ کی پر زور مذمت کی گئی۔ بعد میں ایک قرارداد پیش ہوئی کہ وزیر اعظم کا فرقہ دار فیصلہ چونکہ تمام اقوام کے لئے ناقابل قبول ہے۔ اس لئے اسے واپس لے لیا جائے۔ لیکن عام طور پر اس قرارداد کی مخالفت کی گئی۔ اور بالآخر محرک نے اسے واپس لے لیا۔

صدر کانگرس کمیٹی نے ایک پریس رپورٹر سے بیان کیا۔ کہ حکومت گاندھی جی کو ان کی کمزوری صحت کو مد نظر رکھتے ہوئے رہا کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

دہلی پولیس نے ۲۷ ستمبر کو جمعیتہ العلماء دہلی کے دفتر کی تلاشی لی۔ لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔

امرتسر سے ۲۶ ستمبر کی خبر ہے کہ ضلع جالندھر کے ایک گاؤں میں ایک مسلمان گوجر کی بکریاں گوردوارہ کے احاطہ میں چلی گئیں۔ جنہیں واپس لانے کے لئے گوجر اندر گیا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں چونکہ حقہ تھا۔ اس لئے گرنتھی نے اسے تلوار سے ہلاک کر ڈالا۔

الہ آباد ہائیکورٹ نے ایک کانگرسی والنٹیر کو بری کرتے ہوئے فیصلہ میں لکھا ہے کہ کانگرسی جھنڈا لہرانا جرم نہیں۔

نواب صاحب بھوپال کی طرف سے ایڈیٹر "ریاست" دہلی پر جو مقدمہ دائر تھا۔ وہ چونکہ خارج ہو گیا ہے۔ اس لئے ایڈیٹر مذکور نے نواب صاحب کو نوٹس دیا ہے کہ دو لاکھ روپیہ ہرجانہ ادا کیا جائے۔ اسی مقصد کے لئے ایک درخواست حکومت ہند کو دی گئی ہے کہ اگر نواب صاحب روپیہ نہ دیں تو مجھے دعویٰ کی اجازت دی جائے۔

پراونشل یورپین ایسوسی ایشن کلکتہ نے ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ بنگال کی یورپین آبادی سخت خطرہ میں ہے دہشت انگیزوں کی طرف سے انہیں متواتر دھمکی آمیز خطوط موصول ہو رہے ہیں۔

وائسرائے ہند نے ۲۴ ستمبر کو وائسریگل لاج میں اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ کے جملہ ارکان کو دعوت دی جس میں سات سو سے زائد مہمان شریک ہوئے۔

کلکتہ سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ نصف شب کے بعد شمالی کلکتہ کے ایک پولیس سٹیشن پر بم پھینکا گیا۔

لنکا شائر کے روئی کے کارخانوں کے مالکان اور مزدوروں کے تنازعہ کا تصفیہ ہو گیا ہے جس کے رو سے ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی جائیگی۔ جو روئی کی صنعت کے متعلق اقتصادی اور قانونی معاملات کی تحقیقات کریگی۔ اس کمیٹی کے مباحث مصالحتی کمیٹی میں پیش کر دئے جائیں گے۔ جو ایک آزاد صدر اور دو ممبروں پر مشتمل ہوگی۔ صدر کی سفارشات کو ثالث کا فیصلہ سمجھا جائیگا۔

گاندھی جی نے ۲۷ ستمبر کو نمائندگان پریس کے اس سوال کے جواب میں کہ کانگرس کی طرف سے گول میز کانفرنس کے ساتھ تعاون کا کسقدر امکان ہے۔ جواب دیا۔ کہ جہانتک میری ذات کا تعلق ہے مشاہدہ وقت

حکومت ہند کے ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات کی خالی اسامی مسٹر نجم الدین جعفری بارایٹ لاء اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات یو۔ پی کو دی گئی ہے۔

آدھرم منڈل پنجاب نے معاہدہ پونا کے متعلق اپنے خیالات کے اظہار کے لئے ایک وفد پیش کرنے کی اجازت بذریعہ تار گورنر پنجاب سے طلب کی ہے۔

کونسل آف سٹیٹ کے موجودہ صدر سرہنری مونکریف کے عہدے کی میعاد اس سال کے ساتھ ختم ہو جائیگی۔ غیر سرکاری ممبروں کا خیال ہے کہ ارکان اسمبلی کی طرح وہ بھی اپنا صدر خود منتخب کیا کریں۔ اس سلسلہ میں وہ ایک وفد وائسرائے ہند کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے رجسٹرار نے اعلان کیا ہے کہ السنہ شرقیہ کے سپلیمنٹری امتحانات یکم اکتوبر کو گیارہ بجے دن کے لاہور میں شروع ہونگے۔ لڑکوں کے لئے سنٹرل ماڈل سکول اور لڑکیوں کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی بالائی منزل میں انتظام کیا گیا ہے۔

چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کے متعلق شملہ سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ آپ ۱۹ اکتوبر کو سر فضل حسین کو چارج دینگے۔ اور ممبر پنجاب کونسل کے ضمنی انتخاب میں حصہ لینگے امید غالب ہے کہ اس میں بلا مقابلہ منتخب ہونگے۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ اس کے بعد گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں لندن تشریف لے جائیں گے۔

شملہ سے ۲۸ ستمبر کی خبر ہے کہ سر جعفری ڈی مونٹ مورنسی ۱۹ اکتوبر سے پنجاب کی گورنری کا چارج نواب سکندر حیات خان صاحب سے لے سکینگے۔

سٹیٹسمین کلکتہ کے ایڈیٹر مسٹر واٹسن ۲۸ ستمبر کی شام اپنے سکرٹری کے ساتھ دفتر سے نکلے اور موٹر میں بیٹھ کر گھر جانے لگے۔ کہ ایک اور موٹر ان کے بالکل قریب پہنچ گئی۔ جس میں سے ان پر فائر کئے گئے۔ ان کو دو تین کندھوں میں زخم آئے۔ سکرٹری اور ڈرائیور بھی زخمی ہوئے۔ حملہ آور رات کی تاریکی میں غائب ہو گئے۔ اگرچہ پولیس نے نہایت مستعدی کے ساتھ تمام راستے روک لئے۔ مگر ان کو گرفتار نہ کر سکی کئی مکانات کی تلاشیاں بھی ہو چکی ہیں۔ شہر کے جنوب مغربی حصہ کی ایک غیر آباد دو گلی میں پڑی ایک خستہ حال پرائیویٹ کار سے تین لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا دونو واقعات ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ یا جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں۔

گول میز کانفرنس کے ممبروں کی نامزدگی کے متعلق شملہ سے ۲۸ ستمبر کی اطلاع ہے کہ حکومت نے آخری فیصلہ کر لیا ہے ۴۵ ممبر برطانوی ہند اور ۸ ریاستوں سے لئے گئے ہیں مسلمانوں کے نمائندگان چودھری ظفر اللہ خاں، سر آغا خاں۔ ڈاکٹر شفاعت احمد سر اے ایچ غزنوی اور کیپٹن شیر محمد ہیں۔ ہندو ڈیلیگیٹ سات ہیں جن میں سر سپرو مسٹر جیکر بھی شامل ہیں۔ سکھوں میں سے سردار بوٹا سنگھ اور اچھوتوں میں سے ڈاکٹر امبیدکار لئے گئے ہیں۔

صدر کانگرس کمیٹی کے اعلان کے مطابق پولیس کے امتناعی احکام کے باوجود ۲۷ ستمبر کو بمبئی میں گاندھی جی کی

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی